

اللہ تعالیٰ کی ذات اپنی طاقت و قوت کے کمال کے لحاظ سے اور مضبوط اور ٹھوس تدبیر کے لحاظ سے اپنے پیاروں اور انبیاء کی مخالفت کرنے والوں کے خلاف ایسی تدبیر کرتی ہے کہ جہاں تک مخالفین کی سوچ نہیں پہنچ سکتی کہ وہ اس کے مداوا کا کوئی سامان کر سکیں۔

آنحضرت ﷺ کے مخالفوں کی ہلاکت اور ذلت و رسوائی کی مختلف مثالوں کا تذکرہ۔

آج بھی جو لوگ آنحضرت ﷺ کے بارہ میں استہزاء اور نازیبا کلمات کہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے محفوظ نہیں ہیں چاہے وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والے ہیں یا لامذہب ہیں۔ یہ فیصلہ خدا تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہوا ہے کہ کس طرح پکڑنا ہے۔

خاص طور پر پاکستان کی سالمیت کے لئے بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کو احمدیت کی وجہ سے ہی بچالے کیونکہ احمدیوں نے اس کے بنانے میں بہت کردار ادا کیا ہے اور بہت قربانیاں دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ملک دشمنوں کی پکڑ کے بھی جلد سامان پیدا فرمائے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 16 اکتوبر 2009ء بمطابق 16 راءاء 1388 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ۔

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ- صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ -

قرآن کریم میں ”مَتِين“ کا لفظ تین آیات میں، تین مختلف سورتوں میں استعمال ہوا ہے۔ ایک جگہ سورۃ اعراف میں، پھر سورۃ ذاریات میں اور سورۃ قلم میں اور ہر جگہ اللہ تعالیٰ نے لفظ ”مَتِين“ کو اپنی صفت کے طور پر بیان فرماتے ہوئے منکرین اور مشرکین کے بد انجام کی طرف اشارہ فرمایا۔ اس کا اظہار فرمایا ہے یا کچھ نصیحت فرمائی ہے۔

اس سے پہلے کہ ان جگہوں پر جس سیاق و سباق کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے، کچھ بیان کروں لفظ ”مَتِين“ کے لغوی معانی بیان کرتا ہوں۔ ایک تو اس کا عمومی استعمال ہے اور دوسرے خدا تعالیٰ کے لئے لفظ ”مَتِين“ استعمال ہوتا ہے دونوں صورتوں میں اس کے کیا معنی بنتے ہیں؟ معنی تو ایک بنتے ہیں لیکن جب خدا تعالیٰ کی ذات کے بارہ میں ہوگا تو بہر حال وسیع معنوں میں آئے گا۔ مَتِين کے معنی ہیں مضبوط پشت والا ہونا، مضبوط پشت والے آدمی کو جس کی مضبوط کمر ہو مَتِين کہتے ہیں۔ بعض لغات میں لغت والے اس کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ کمر کے وہ پٹھے جو ریڑھ کی ہڈی کے ساتھ دائیں بائیں، اوپر سے نیچے جاتے ہیں۔ پھر اس کے معنی ٹھوس اور مضبوط کے بھی ہیں۔ لسان العرب میں جو مختلف معانی لکھے ہیں ان میں سے ایک معنی رَجُلٌ مَتِينٌ، اس شخص کو کہتے ہیں جو طاقتور ہو اور اس کی کمر مضبوط ہو۔

اللہ تعالیٰ کی صفت کے لحاظ سے لسان میں اس کے یہ معنی لکھے ہیں کہ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينِ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ذات جو اقتدار والی اور مضبوط ہو اور الْمَتِينِ اللہ تعالیٰ کی صفت کے لحاظ سے قوی کے معنوں میں ہے۔ ابن الاثیر کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ ذات ہے جو اتنی قوی اور مضبوط ہے کہ جس کو اپنے کاموں میں کوئی تکلیف یا مشقت یا تھکاؤٹ نہیں ہوتی۔ الْمَتَانِ کا مطلب ہے شدت اور قوت۔ اور کوئی ذات قوی تب ہوتی ہے جب وہ اپنی قدرت کے کمال انتہا تک پہنچ جائے۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی ذات بہت زیادہ طاقت اور قوت والی ہے۔ یہ بھی لسان کے معنی ہیں۔ اسی طرح قَوِيٌّ کے لسان میں یہ معنی بھی لکھے ہیں طاقتور، ٹھوس اور مضبوط۔

پس اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو اپنی طاقت اور قوت کے کمال کے لحاظ سے اور مضبوط اور ٹھوس تدبیر کے لحاظ سے اپنے پیاروں اور انبیاء کی مخالفت کرنے والوں کے خلاف ایسی تدبیر کرتی ہے کہ جہاں تک مخالفین کی سوچ نہیں پہنچ سکتی کہ وہ اس کے مداوا کوئی سامان کر سکیں۔ اس کا مداوا صرف ایک ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ

جب آنے والی ہے یا آ رہی ہے تو اس سے پہلے ہی جتنی استغفار کی جاسکتی ہے کر لی جائے اور توبہ کی جائے۔ گناہوں کی معافی مانگی جائے اور اسی طرح خود انبیاء کو بھی معین طور پر علم نہیں ہوتا کہ خدا نے مخالفین کو کس کس طریقہ سے اور کس ذریعہ سے پکڑنا ہے، سوائے اس کے کہ بعض دفعہ خدا تعالیٰ خود اس کی نوعیت بتا دیتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کو بھی بدر کی جنگ میں بعض سرداران کفار کے انجام کے بارہ میں بتایا اور یہ بھی بتایا کہ ان ان جگہوں پر ان کی لاشیں گریں گی۔

یہ آیات جن کامیں نے ذکر کیا ہے ان کی اب میں کچھ وضاحت کرتا ہوں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے مخالفین کے انجام کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے اور اس حوالے سے کیا نصیحت فرمائی ہے۔

سورۃ اعراف کی آیات 183-184 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ. وَأُمْلِي لَهُمْ. إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ (الاعراف: 183-184)۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ہمارے نشانات کا انکار کیا ہم ضرور انہیں تدریجاً اس جہت سے پکڑیں گے جس کا انہیں کوئی علم نہیں ہوگا۔ اور میں انہیں مہلت دیتا ہوں۔ یقیناً میری تدبیر بہت مضبوط ہے۔

پھر سورۃ القلم کی آیات میں فرمایا کہ فَذَرْنِي وَمَنْ يُكَذِّبْ بِهَذَا الْحَدِيثِ. سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ. وَأُمْلِي لَهُمْ. إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ (سورۃ القلم: 45-46) پس تو مجھے اور اسے جو اس بیان کو جھٹلاتا ہے چھوڑ دے ہم انہیں رفتہ رفتہ اس طرح پکڑ لیں گے کہ انہیں کچھ علم نہ ہو سکے گا۔ اور میں انہیں ڈھیل دیتا ہوں۔ میری تدبیر یقیناً بہت مضبوط ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نشانوں کا انکار کرنے والے جنہوں نے مکہ میں آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کا جینا دو بھر کیا ہوا تھا وہ نہیں جانتے تھے کہ اس ظلم اور زیادتی کی سزا کس طرح ان کو ملنے والی ہے۔ اس کا پہلا نظارہ اللہ تعالیٰ نے بدر کی جنگ میں دکھایا۔ یہ دونوں سورتیں جو ہیں مکہ میں نازل ہوئی ہیں۔ سورۃ القلم کے بارے میں تو کہا جاتا ہے کہ ابتدائی چار پانچ سورتوں میں سے ہے بلکہ بعض کے نزدیک سورۃ العلق کے بعد کی سورۃ ہے۔ اسی طرح جو ذاریات ہے اس میں بھی یہ الفاظ آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے ذوالقوة المتین ہونے کی بات کرتا ہے۔ تو یہ بھی سورت ہے۔

بہر حال مکہ میں مسلمانوں کی جو ناگفتہ بہ اور مظلومیت کی حالت تھی وہ تاریخ اسلام کا ایک دردناک باب ہے۔ لیکن ایسے وقت میں خدا تعالیٰ آپ ﷺ کو یہ تسلی عطا فرما رہا ہے کہ میں متین ہوں۔ میری پکڑ بڑی مضبوط

ہے۔ اور ایسی ٹھوس اور مضبوط پکڑ ہے کہ جس سے بچنا دشمنان اسلام کے لئے ممکن نہیں اور پھر جنگ بدر میں کس طرح انہیں گھیر کر ان کے تکبر اور غرور کو اللہ تعالیٰ نے توڑا، تاریخ ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سورتوں کی آیات میں اس بات کو بیان فرمایا ہے کہ جو لوگ ہمارے نشانات کو جھٹلاتے ہیں ان کو ہم ایسا پکڑیں گے کہ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوگا کہ یہ ہو کیا گیا ہے۔ یا ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبی جو لوگ تجھے جھٹلا رہے ہیں ان کے جھٹلانے کی پرواہ نہ کر۔ اے رسول! اس جھٹلانے کی وجہ سے تجھ پر اور تیرے ماننے والوں پر جو ظلم ہو رہا ہے ان کو میرے لئے چھوڑ دے۔ یہ نہ سمجھ کہ وہ اپنے ظلموں میں کامیاب ہو جائیں گے یا وہ اپنے ظلموں کی وجہ سے مومنوں کو تجھ سے دُور کر دیں گے۔ نہیں وہ کبھی ایسا نہیں کر سکتے۔ میں جو سب طاقتوں کا مالک ہوں۔ جو مضبوط اور ٹھوس تدبیر کرنے والا اور طاقتور ہوں۔ میں انہیں اس طرح ان کا انجام دکھاؤں گا کہ وہ عبرت کا نشان بن جائیں گے۔ اگر میں انہیں کچھ ڈھیل دے رہا ہوں تو اس لئے کہ شاید ان میں سے کچھ اصلاح کر لیں اور شیطانی حرکتوں سے باز آجائیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کمزوری دکھا رہا ہے جو ان کو ڈھیل دے رہا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہر چیز اور ہر انسان کی اور ہر مخلوق کی جان ہے بلکہ ہر چیز اس کی پیدا کردہ ہے اور اسی کے قبضہ قدرت میں ہے اور اللہ تعالیٰ جب چاہے ان کو پکڑ سکتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کو کوئی جلدی نہیں ہے۔ جب چاہے گا ان ظالموں کے ظلموں کی وجہ سے ان کو پکڑ کے پیس ڈالے گا۔ اگر باز نہیں آئیں گے تو خدا تعالیٰ کی چکی اس قدر زور سے چلے گی جو ان کو بالکل خاک کر دے گی۔ پس یہ تسلی تھی جو اللہ تعالیٰ نے اس وقت آنحضرت ﷺ کو مکہ میں دی جب ان پر ظلم ہو رہے تھے۔ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو لامحدود حکمت ہے جب ضروری سمجھے گی ان بد کرداروں کے انجام تک انہیں پہنچائے گی اور جب خدا تعالیٰ کی تقدیر فیصلہ کر لے کہ دشمن کا کیا انجام ہونا ہے تو جیسا کہ لفظ متین سے ظاہر ہے اور پہلے بھی بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے دشمنوں کو اپنی بڑی مضبوط گرفت میں لے لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو آنحضرت ﷺ سے زیادہ کون پیارا ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا خدا تعالیٰ کو آنحضرت ﷺ سے زیادہ پیارا تو کوئی اور نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بدر کی جنگ میں اپنے اس محبوب کی مدد کرنے کا اور ظالموں کو گرفت میں لینے کا ایک عظیم مظاہرہ دکھایا۔ عتبہ، شیبہ اور ابو جہل جیسے سرداران جو مسلمانوں پر ظلم کرتے ہوئے اپنے آپ کو سب طاقتوں کا مالک اور بڑا مضبوط سمجھا کرتے تھے۔ وجاہت کے لحاظ سے بھی اور جسمانی لحاظ سے بھی بڑی مضبوط گرفت والا سمجھتے تھے۔ وہ سب خاک و خون میں لتھڑے ہوئے عبرت کا نشان بنے ہوئے تھے۔ ابو جہل جو تکبر

میں اور طاقت کے گھنڈ میں سب کو پیچھے چھوڑتا تھا۔ گویا کہ اس وقت وہ فرعون وقت تھا اس سے خدا تعالیٰ نے کس طرح انتقام لیا؟ اور بد انجام کو پہنچا کہ اس کا قتل بھی دو کسن انصاری بچوں نے کیا اور آخر وقت اس نے کہا کہ کاش میں کسی کسان کے ہاتھ سے قتل نہ ہوا ہوتا۔ مدینہ کے لوگ کیونکہ زراعت پیشہ تھے اور مکہ کے جو کفار تھے وہ ان کے زراعت پیشہ ہونے کی وجہ سے انہیں کسان کہتے تھے اور انہیں تحقیر کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا انتقام لیا کہ نہ صرف کسانوں سے بلکہ کسانوں کے بچوں سے اس کو قتل کروایا۔ اسی طرح بعض دوسرے سردار تھے جن کو قید کی ذلت برداشت کرنا پڑی۔ آنحضرت ﷺ نے جب مکہ کے ان 24 سرداروں جو جنگ میں قتل ہوئے تھے اکٹھا دفنانے کا حکم فرمایا تو جب ان کو وہاں دفنایا گیا یا جب دفنایا جا رہا تھا، آپ اس گڑھے کے پاس تشریف لائے جس میں 24 لاشیں دفنائی گئی تھیں اور ان مردوں کو مخاطب کر کے فرمایا هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ اللّٰهُ حَقًّا فَانْتَبِئُوا وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَنِي اللّٰهُ حَقًّا كَمَا تَمُّنَ اُس وَعده کو حق پایا جو خدا نے میرے ذریعہ تم سے کیا تھا؟ یقیناً میں نے اس وعدہ کو حق پایا ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھ سے کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس موقع پر فرمایا کہ یہ مرے ہوئے لوگ ہیں آپ ان سے کیا مخاطب ہو رہے ہیں۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہیں نہیں پتہ یہ مرے ہوئے تو ہیں لیکن اس وقت یہ جس جگہ پہنچ چکے ہیں وہاں یہ میرے الفاظ سن رہے ہیں۔

(مسند احمد - اول مسند عمر بن الخطاب)

پس جب خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی سے کہا کہ ان کا معاملہ مجھ پر چھوڑ، دیکھ میں ان کے ساتھ کیا کرتا ہوں تو تھوڑے سے، معمولی سے جنگی ساز و سامان کے ساتھ ایک تجربہ کار اور تمام تر جنگی ساز و سامان سے لیس فوج کی اس طرح کمر توڑی کہ دنیاوی تدبیر سے نہ اتنی فاش شکست دی جاسکتی ہے نہ دنیا نے کبھی یہ نظارہ دیکھا۔ اور پھر یہیں پر بس نہیں بلکہ فتح مکہ تک اور اس کے بعد بھی خدا تعالیٰ نے پکڑ کے یہ نظارے دکھائے۔ شاہ ایران نے اگر آنحضرت ﷺ پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اُس کے بیٹے کے ذریعہ سے پکڑا۔ اور پھر الہی تقدیر یہیں پر ہی نہیں رکی۔ آپ کی وفات کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ یہ مملکت بھی آپ کے زیر نگیں ہو گئی۔ شاہ ایران نے تو مٹی کا بورا عاصم بن عمرو کے کندھے پر ذلیل کرنے کے لئے اٹھوایا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس مٹی کے بورے کو ہی ایران کی فتح کا نشان بنا دیا۔ تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کے قوی اور متین ہونے کی نشانی اور وہ اس طرح پکڑتا ہے کہ جب وقت آتا ہے تو کمزوروں کو طاقتوروں پر حاوی کر دیتا ہے۔

اب واپس آنحضرت ﷺ کے زمانے کی طرف آتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو

سمجھنے کا موقع بھی عطا فرمایا تھا کہ شاید وہ سمجھ جائیں اور جب آنحضرت ﷺ ہجرت فرما رہے تھے اس وقت بھی ایسے موقع آئے کہ اگر اس وقت اپنی وہ اپنی فرعونی صفت نہ دکھاتے اور سوچنے کی طرف توجہ دیتے تو پھر کبھی بدر کی جنگ کا معاملہ پیش نہ آتا۔

ہجرت کے وقت بھی تین مواقع آئے اور جیسا کہ میں نے کہا کہ اگر سوچنے کی عقل ہوتی اور نیک فطرت ہوتی تو انہیں یقیناً اس بات پر سوچنے پر مجبور کرتی کہ کوئی طاقت ہے جو آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہے۔ اگر یہ طاقت آنحضرت ﷺ کو بچا سکتی ہے تو وہ طاقت ہمیں بھی اپنی گرفت میں لے سکتی ہے۔ پہلے تو جب آنحضرت ﷺ باوجود پہرے کے ان لوگوں کے سامنے سے گزر کر گھر سے نکلے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تو اس وقت ان کے لئے سوچنے کا موقع ہونا چاہئے تھا۔ پھر جب غار میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ پاؤں کے نشان بھی نظر آ رہے تھے اور کھوجی بھی وہاں تک لے گیا تھا۔ لیکن کٹری کے جالے کی وجہ سے انہوں نے اس طرف توجہ نہیں دی۔ کھوجی نے یہی کہا کہ یا تو غار کے اندر ہیں یا آسمان پر چڑھ گئے ہیں اس وقت بھی ان کو سوچنے کا موقع نہیں ملا کیونکہ ان بد فطرتوں نے اپنے انجام کو پہنچنا تھا۔ اسی لئے کسی نے اس بات پر غور نہیں کیا۔ پھر سفر کے دوران بھی آپ کو پکڑنے کی تمام کوششیں ناکام ہوئیں اور آخر اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ ہم جانتے ہیں خیریت سے آپ کو مدینہ پہنچایا اور اس کے بعد وقتاً فوقتاً دشمنوں سے اللہ تعالیٰ جو سلوک فرماتا رہا اس کا میں پہلے بھی ذکر کر آیا ہوں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے بدر سے لے کر فتح مکہ تک اور اس کی بعد کی جنگوں میں بھی آپ کو محفوظ رکھا اور دشمنوں کی پکڑ کی۔

اللہ تعالیٰ ایک جگہ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمَلِّئُ لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ - إِنَّمَا نُمَلِّئُ لَهُمْ لِيَزِدُوا إِثْمًا - وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ (سورۃ ال عمران آیت نمبر 179) اور ہرگز وہ لوگ گمان نہ کریں جنہوں نے کفر کیا کہ ہم جو انہیں مہلت دے رہے ہیں یہ ان کے لئے بہتر ہے۔ ہم تو انہیں محض اس لئے مہلت دے رہے ہیں تاکہ وہ گناہوں میں اور بھی بڑھ جائیں اور ان کے لئے رسوا کر دینے والا عذاب مقدر ہے۔

پس جہاں اللہ تعالیٰ اس لئے چھوٹ دیتا ہے کہ جو نیک فطرت ہیں وہ سمجھ جائیں اور حق کو پہچان کر اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے محفوظ ہو جائیں۔ وہاں زیادتیوں اور ظلموں سے بڑھنے والوں کو یہ چھوٹ، یہ ڈھیل ظلموں میں بڑھاتی ہے اور وہ گناہوں میں مزید مبتلا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کا انکار کر کے اور زیادہ اپنے گناہوں میں

اضافہ کر رہے ہوتے ہیں اور پھر وہ لوگ سب سے زیادہ طاقتور اور مضبوط ہستی کی پکڑ میں آ کر ذلیل و رسوا کرنے والے عذاب میں مبتلا کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر ایسے لوگوں کے لئے توبہ کا کوئی راستہ نہیں کھلا ہوتا۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کی ایسی چکی میں پستے ہیں جو ان کے باریک سے باریک ذرے کر کے رکھ دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرعون کی مثال دے کر فرمایا ہے کہ جس طرح فرعون کو ڈھیل دی اور پھر پکڑا اسی طرح آنحضرت ﷺ کے دشمنوں کو بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں پکڑوں گا اور پھر پکڑ کر دکھایا۔ اللہ تعالیٰ کے پکڑنے کے اپنے طریقے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا دور جو ایک جلالی دور بھی تھا اور جنگوں کا بھی زمانہ تھا کیونکہ دشمنوں نے آپ پر جنگیں مسلط کی تھیں، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسی طریقہ سے دشمنوں کو پکڑا کہ وہ اس وقت کی ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے دشمنان اسلام کو اسی حربہ کے ذریعہ سے ذلیل و رسوا کیا جو وہ مسلمانوں پر استعمال کرتے تھے اور اپنی مضبوط پکڑ کا اظہار فرمایا۔

آج بھی اللہ تعالیٰ کی صفت متین کام کر رہی ہے اور قائم ہے جیسے پہلے قائم تھی۔ اُمْلِسِي لَهُمْ اِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ کے نظارے خدا تعالیٰ آج بھی دکھاتا ہے اور آئندہ بھی دکھائے گا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں تلوار کے جہاد کے ذریعہ سے نہیں جیسا کہ میں نے کہا، ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ نے پکڑنے کے اپنے طریقے رکھے ہوئے ہیں۔ بلکہ جو بانی اسلام ﷺ پر ظالمانہ طور پر الزام لگانے والے ہیں اور استہزاء کا نشانہ بناتے ہیں، انہیں ایسے طریقہ سے پکڑے گا جس کے بارہ میں ہم سوچ نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ کو پتہ ہے کس طرح پکڑنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایسے لوگوں کو پکڑ کر پھر بتایا بھی۔ ان کو عبرت کا نشانہ بھی بنایا اور دنیا نے دیکھا۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے جو گر بتایا ہے وہ یہ ہے کہ پکڑ تو میری آنی ہے لیکن جہاد کے ذریعہ سے پکڑ نہیں ہونی۔ پکڑ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے طریقہ سے کرنی ہے تم لوگوں نے کیا کرنا ہے لیکن جو طریق کار اختیار کرنا ہے اس میں تمہارا حصہ یہ ہو کہ تم دعا کا ہتھیار استعمال کرو اور یہ دعا کا ہی ہتھیار ہے جس کو ہم نے دیکھا۔ اس ہتھیار نے پنڈت لیکھرام کو بھی کچھ عرصہ ڈھیل دینے کے بعد اپنے انجام تک پہنچایا۔ عبد اللہ آتھم کو بھی، ڈوئی کو بھی انجام تک پہنچایا اور باقی مخالفین بھی اپنے انجام کو پہنچے۔

پس آج بھی جو لوگ آنحضرت ﷺ کے بارہ میں استہزاء اور نازیبا کلمات کہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے محفوظ نہیں ہیں چاہے وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والے ہیں یا لامذہب ہیں۔ قرآن کریم جو آنحضرت

ﷺ کے واقعات کے علاوہ باقی انبیاء کے واقعات بھی بیان کرتا ہے کہ جب بھی مخالفین نے ان انبیاء کو دکھ پہنچائے تو اللہ تعالیٰ نے ایک مدت کے بعد، کچھ عرصے کے بعد، انہی کی تدبیریں ان پر الٹادیں اور اپنے انبیاء کی حفاظت فرمائی۔ انسانی عقل اُس انتہا تک نہیں پہنچ سکتی جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کے حق میں دشمنوں کی سزا کا فیصلہ کیا ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے بعض کو موت دے کر عبرت کا نشان بنایا۔ بعض کو ڈھیل دے کر اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامیابیاں دکھا کر انہیں اپنی آگ میں جلنے پر مجبور کیا۔ یہ بھی ان کے لئے پکڑ تھی۔

پس یہ فیصلہ خدا تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہوا ہے کہ کس کو کس طرح پکڑنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ وَمَكْرُوهًا وَمَكْرَاللّٰهِ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ثُمَّ يَتَقَضٰى عَلٰى الْمَاكِرِيْنَ۔ (تذکرہ صفحہ 219 ایڈیشن 2004ء) اور انہوں نے بھی تدبیریں کیں اور اللہ نے بھی تدبیریں کیں اور اللہ تدبیر کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ پھر وہ تدبیر کرنے والوں پر جھپٹ پڑے گا۔ يَتَقَضٰى عَلٰى الْمَاكِرِيْنَ تدبیر کرنے والوں پر جھپٹ پڑے گا۔ اس کو مزید کھولیں تو یہ اس طرح بنے گا کہ اللہ تعالیٰ ان کو فنا کرنے کے لئے ان پر جھپٹے گا۔

پس جب اللہ تعالیٰ تدبیر کرتا ہے تو کسی کی زندگی ختم کر کے فنا کرتا ہے اور کسی کی عزت خاک میں ملا کر اس کو دنیا میں ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی تقدیر تو اپنا کام کرے گی اور کر رہی ہے۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ آنحضرت ﷺ جو اللہ تعالیٰ کے سب سے پیارے تھے اور جن کو کامل اور مکمل شریعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تھا اور سب سے زیادہ اگر کسی نبی کی پیشگوئیاں اس کی زندگی میں پوری ہوئیں تو وہ آنحضرت ﷺ کی ذات ہے۔ آپ سے بھی اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا۔ قرآن کریم میں اس کا ذکر بھی آتا ہے کہ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ (الکوثر 3-4) کہ تو اپنے رب کی بہت زیادہ عبادت کر اور اس کی خاطر قربانی کے معیار قائم کر۔ پس یہ حکم اُمت کے لئے بھی ہے اور یہ عبادتیں اور ہر قسم کی قربانیوں کے اعلیٰ معیار ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضلوں کو پہلے سے بڑھ کر سمیٹیں گے اور ہر قسم کی قربانیوں کے معیار قائم کرنے کی آج بھی ضرورت ہے۔

آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ان عبادتوں اور قربانیوں کے وہ اعلیٰ معیار قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائی جو انسانی سوچ سے بھی باہر ہے۔ لیکن ایک اُسوۂ حسنہ آپ ہمارے لئے قائم فرما گئے اور اللہ تعالیٰ نے پھر اس

معیار پر پہنچنے کے بعد اپنا وعدہ بھی پورا فرمایا۔ وہی لوگ جو آنحضرت ﷺ پر یہ اعتراض کرتے تھے کہ آپ کی نسل چلانے والی اولاد نہیں یعنی آپ کے ہاں لڑکے نہیں ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ یہ جواب دے رہا ہے کہ وہ خود اتر ہیں۔ آئندہ دیکھیں کیا نظارے ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ کس طرح اللہ تعالیٰ ان کو ذلیل کرتا ہے اور پھر دنیا نے دیکھا کہ جن لڑکوں کو وہ اپنی اولاد سمجھتے تھے ایک وقت آیا کہ وہی لڑکے اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق اپنے باپوں کی طرف منسوب ہونے کی بجائے آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہونے میں اپنی عزت اور افتخار سمجھتے تھے۔ چنانچہ اسلام کے غالب آنے کے بعد سرداران قریش کی تمام اولاد آنحضرت ﷺ کی آغوش میں آگئی اور وہ اس بات پر فخر کرتے تھے۔ عکرمہ ابو جہل کا بیٹا تھا۔ لیکن مسلمان ہوئے تو جان کی بازی آنحضرت ﷺ کے لئے اور آپ کے دین کے لئے لگا دی اور ہر وقت لگانے کے لئے تیار رہے۔ ولید آنحضرت ﷺ کا بڑا دشمن تھا۔ اس کے بیٹے حضرت خالد نے اسلام کے لئے وہ جو ہر دکھائے جن کی مثال نہیں ملتی۔ آپ کا ایک بڑا دشمن عاصی نام کا تھا اور اس کے بیٹے حضرت عمرو بن عاص نے اسلام کی کئی شاندار خدمات سرانجام دیں اور اسلام میں بڑے پائے کے جرنیل مانے جاتے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ ہے جو سب طاقتوروں سے زیادہ طاقتور اور سب تدبیر کرنے والوں سے زیادہ تدبیر کرنے والا ہے۔ وہ آنحضرت ﷺ کی شان کو بلند سے بلند کرتا چلا گیا اور دشمن ناکام و نامراد ہوتا چلا گیا اور اس کی اولاد بھی اللہ تعالیٰ نے پھر آنحضرت ﷺ کی جھولی میں ڈال دی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی یہی الہام ہوا تھا کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ اور پھر دنیا نے دیکھا کہ کس طرح اللہ نے دشمن کو کئی مواقع پر خائب و خاسر کیا اور آج تک کرتا چلا جا رہا ہے۔ یہ نظارے ہم نے دیکھے۔ کیا یہ خدا تعالیٰ کی مضبوط تدبیر کرنے کی دلیل نہیں ہے؟ یا کیا یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ہونے کا اظہار نہیں؟ یقیناً ہے اور اس پر احمدیوں کو غور بھی کرنا چاہئے اور سوچنا بھی چاہئے اور ان وعدوں کے اپنی زندگیوں میں پورا ہوتے دیکھنے کے لئے دعاؤں کی طرف بہت توجہ دینی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”بجز خدا کے انجام کون بتلا سکتا ہے اور بجز اس غیب دان کے آخری دنوں کی کس کو خبر ہے۔ دشمن کہتا ہے کہ بہتر ہو کہ یہ شخص ذلت کے ساتھ ہلاک ہو جائے اور حاسد کی تمنا ہے کہ اس پر کوئی ایسا عذاب پڑے کہ اس کا کچھ بھی باقی نہ رہے۔ لیکن یہ سب لوگ اندھے ہیں اور عنقریب ہے کہ ان کے بد خیالات اور بد ارادے انہی پر پڑیں۔ اس میں شک نہیں کہ مفتری بہت جلد تباہ ہو جاتا

ہے اور جو شخص کہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہوں حالانکہ نہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہے وہ بہت بُری موت سے مرتا ہے اور اس کا انجام نہایت ہی بد اور قابلِ عبرت ہوتا ہے۔ لیکن جو صادق اور اس کی طرف سے ہیں وہ مر کر بھی زندہ ہو جایا کرتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کے فضل کا ہاتھ ان پر ہوتا ہے اور سچائی کی روح ان کے اندر ہوتی ہے۔ اگر وہ آزمائشوں سے کچلے جائیں اور پیسے جائیں اور خاک کے ساتھ ملائے جائیں اور چاروں طرف سے ان پر لعن طعن کی بارشیں ہوں اور ان کے تباہ کرنے کے لئے سارا زمانہ منصوبے کرے تب بھی وہ ہلاک نہیں ہوتے۔ کیوں نہیں ہوتے؟ اس سچے پیوند کی برکت سے جو ان کو محبوب حقیقی کے ساتھ ہوتا ہے۔ خدا ان پر سب سے زیادہ مصیبتیں نازل کرتا ہے مگر اس لئے نہیں کہ تباہ ہو جائیں بلکہ اس لئے کہ تا زیادہ سے زیادہ پھل اور پھول میں ترقی کریں۔ ہر ایک جو ہر قابل کے لئے یہی قانون قدرت ہے کہ اولِ صدمات کا تختہ مشق ہوتا ہے۔ (اس کو بہت ساری تکلیفیں پہنچتی ہیں) ”مثلاً اس زمین کو دیکھو جب کسان کئی مہینے تک اپنی قلبہ رانی کا تختہ مشق رکھتا ہے اور بل چلانے سے اس کا جگر پھاڑتا رہتا ہے..... اسی طرح وہ حقیقی کسان کبھی اپنے خاص بندوں کو مٹی میں پھینک دیتا ہے“ (یعنی اللہ تعالیٰ کو یہاں کسان سے تشبیہ دی ہے کہ وہ حقیقی کسان اپنے خاص بندوں کو مٹی میں پھینک دیتا ہے) ”اور لوگ ان کے اوپر چلتے ہیں اور پیروں کے نیچے کچلتے ہیں اور ہر ایک طرح سے ان کی ذلت ظاہر ہوتی ہے۔ تب تھوڑے دنوں کے بعد وہ دانے سبزہ کی شکل پر ظاہر ہو کر نکلتے ہیں اور ایک عجیب رنگ اور آب کے ساتھ نمودار ہوتے ہیں جو ایک دیکھنے والا تعجب کرتا ہے۔ یہی قدیم سے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ سنت اللہ ہے کہ وہ ورطہ عظیمہ میں ڈالے جاتے ہیں“ (یعنی ایسے گرداب میں، ایسی ہلاکت میں ڈالے جاتے ہیں جو بہت بڑی ہوتی ہے)۔ ”لیکن غرق کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ تا ان موتیوں کے وارث ہوں کہ جو دریائے وحدت کے نیچے ہیں“۔ (اللہ تعالیٰ ان کو اس لئے مشکلات میں نہیں ڈالتا کہ ان کو فنا کر دے یا غرق کر دے بلکہ نیک لوگوں کو ابتلاء اس لئے آتے ہیں تاکہ ان دریاؤں کے نیچے جا کر اللہ تعالیٰ کی وحدت کے دریا میں جو پھر رہے ہیں وہ مزید اس کی طرف توجہ کریں اور اس دریا میں سے موتی تلاش کر کے لائیں) ”اور وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں۔ لیکن اس لئے نہیں کہ جلانے جائیں بلکہ اس لئے کہ تا خدا تعالیٰ کی قدرتیں ظاہر ہوں اور ان سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور لعنت کی جاتی ہے اور وہ ہر طرح سے ستائے جاتے اور دکھ دیئے جاتے اور طرح طرح کی بولیاں ان کی نسبت بولی جاتی ہیں۔ اور بدظنیاں بڑھ جاتی ہیں یہاں تک کہ بہتوں کے خیال و گمان میں بھی نہیں ہوتا کہ وہ سچے ہیں“۔

(آج کل یہی الزام لگایا جاتا ہے نا کہ اگر آپ سچے ہوتے تو اس طرح تکلیفیں نہ اٹھا رہے ہوتے اور سارے مسلمانوں نے ایک طرف آپ کے خلاف محاذ نہ کھڑا کیا ہوتا۔) فرماتے ہیں کہ ”بہتوں کے خیال و گمان میں بھی نہیں ہوتا کہ وہ سچے ہیں بلکہ جو شخص ان کو دکھ دیتا اور لعنتیں بھیجتا ہے وہ اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ بہت ہی ثواب کا کام کر رہا ہے۔ پس ایک مدت تک ایسا ہی ہوتا رہتا ہے اور اگر اس برگزیدہ پر بشریت کے تقاضا سے کچھ قبض طاری ہو تو خدا تعالیٰ اس کو ان الفاظ سے تسلی دیتا ہے“۔ (ان کو فکر پیدا ہوتی بھی ہے تو تسلی دیتا ہے) ”کہ صبر کر جیسا کہ پہلوں نے صبر کیا اور فرماتا ہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ پس وہ صبر کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ امر مقدر اپنے مدّت مقررہ تک پہنچ جاتا ہے۔ تب غیرت الہی اس غریب کے لئے جوش مارتی ہے اور ایک ہی تجلی میں اعداء کو پاش پاش کر دیتی ہے“۔ (ایک ہی تجلی میں دشمنوں کو پاش پاش کر دیتی ہے) ”سواؤل نوبت دشمنوں کی ہوتی ہے اور اخیر میں اس کی نوبت آتی ہے“۔ (پہلے دشمن خوش ہوتے ہیں کہ ان کو وہ تکلیفیں دے رہے ہیں۔ پھر آخر جو انجام ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کا ہوتا ہے)۔ ”اسی طرح خداوند کریم نے بارہا مجھے سمجھایا کہ ہنسی ہوگی اور ٹھٹھا ہوگا اور لعنتیں کریں گے اور بہت ستائیں گے۔ لیکن آخر نصرت الہی تیرے شامل ہوگی اور خدا دشمنوں کو مغلوب اور شرمندہ کرے گا“۔

(انوار الاسلام۔ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 52 تا 54)

پھر اپنے ایک کشف کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

”میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے سامنے آیا اور وہ کہتا ہے کہ لوگ پھرتے جاتے ہیں“۔ (یعنی لوگ پیچھے ہٹتے جا رہے ہیں) ”تب میں نے اس کو کہا کہ تم کہاں سے آئے ہو تو اس نے عربی زبان میں جواب دیا اور کہا کہ جِئْتُ مِنْ حَضْرَةِ الْوَتْرِ یعنی میں اس کی طرف سے آیا ہوں جو اکیلا ہے۔ تب میں اس کو ایک طرف خلوت میں لے گیا۔ اور میں نے کہا کہ لوگ پھرتے جاتے ہیں مگر کیا تم بھی پھر گئے تو اس نے کہا کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ تب میں اس حالت سے منتقل ہو گیا“۔ (یعنی پھر واپس اسی حالت میں آ گیا۔) فرمایا کہ ”یہ سب امور درمیانی ہیں“۔ (بچ کے معاملات ہیں جو ہونے ہیں۔ یہ انجام نہیں ہیں بلکہ یہ جو معاملات ہو رہے ہیں، واقعات چل رہے ہیں ان کا ایک حصہ ہے)۔ فرمایا ”جو خاتمہ امر پر منعقد ہو چکا ہے وہ یہی ہے کہ بار بار کے الہامات اور مکاشفات سے جو ہزار ہا تک پہنچ گئے ہیں اور آفتاب کی طرح روشن ہیں خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ میں آخر کار تجھے فتح دوں گا اور ہر ایک الزام سے تیری بریت ظاہر کر دوں گا اور تجھے غلبہ ہوگا

اور تیری جماعت قیامت تک اپنے مخالفوں پر غالب رہے گی اور فرمایا کہ میں زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کروں گا۔“ (انوار الاسلام - روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 54)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”یاد رہے کہ یہ الہامات اس واسطے نہیں لکھے گئے کہ ابھی کوئی ان کو قبول کر لے۔ بلکہ اس واسطے کہ ہر ایک چیز کے لئے ایک موسم اور وقت ہے۔ پس جب ان الہامات کے ظہور کا وقت آئے گا۔ تو اس وقت یہ تحریر مستعد دلوں کے لئے زیادہ تر ایمان اور تسلی اور یقین کا موجب ہوگی۔
والسلام علی من اتبع الهدی۔“ (انوار الاسلام - روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 54)

اللہ تعالیٰ ہمیں دعاؤں، قربانیوں اور ایمان کی مضبوطی کے ساتھ دین پر قائم رہتے ہوئے احمدیت یعنی حقیقی اسلام (کی ترقی) کے نظارے دکھاتا رہے۔ اس کے ساتھ ہی میں دعا کے لئے خاص طور پر ایک اور بات بھی کہنا چاہتا ہوں۔ پاکستان کی سالمیت کے لئے بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کو احمدیت کی وجہ سے ہی بچا لے کیونکہ احمدیوں نے اس کے بنانے میں بہت کردار ادا کیا ہے اور بہت قربانیاں دی ہیں۔ اس ملک کو توڑنے اور بد امنی پھیلانے والے جو لوگ ہیں آج کل اس میں مصروف ہیں۔ انہوں نے نہ ہی کبھی پاکستان کے قیام میں حصہ لیا اور نہ ہی اس حق میں تھے کہ پاکستان بنے۔ لیکن اب ملک سے ہمدردی کے نام پر ایک نیا طریقہ انہوں نے اختیار کیا ہے۔ اسلام اور ملک کی بقا کے نام پر ملک کو توڑنے کے درپے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان ملک دشمنوں کی پکڑ کے بھی جلد سامان پیدا فرمائے اور ہمارے ملک کو بچائے۔ آمین